

سوال

سٹیلائٹ کے ذریعہ دعوتی کام کرنے کا حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

خیروبھلائی اور نیکی کی دعوت دینا دین اسلام کا ایک اہم کام ہے جس پر اسلام بہت زیادہ زور دیتا ہے ، اس لیے کہ یہ ایسا وسیلہ ہے جو اسلام کے پھیلنے اور نشر ہونے اور عدل کے ثابت ہونے میں اساس کی حیثیت رکھتا ہے -

چاہے یہ کام امر بالمعروف سے ہو یا پھر نہی عن المنکر کے ساتھ ، یا پھر اس میں قدوہ حسنہ استعمال کیا جائے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے :

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے منع کرے ، اور یہی لوگ فلاح و کامیابی حاصل کرنے والے ہیں آل عمران (104) -

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے :

اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ امت میں اس کام کے لیے ایک گروہ لازمی ہونا چاہیے اگرچہ یہ کام ہر ایک فرد پر بھی واجب ہے لیکن اس پر وجوب افراد کے حسب حال ہی ہوگا -

جیسا کہ صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا :

(تم میں سے جو بھی کسی برائی کو دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو وہ اسے اپنی زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر اسے دل سے ہی برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین حصہ ہے) صحیح مسلم - ۱ ہ -

اور دعوت الی اللہ کا کام بہت ہی افضل ہے جس کے برابر کوئی نہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً

مسلمانوں میں سے ہوں فصلت (33) ،

اور یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ انسان کوئی بھی کام کرنا چاہے تو اس کے مقصد و مطلب کو حاصل کرنے کے لیے کوئی وسیلہ یا اسلوب ہونا ضروری ہے ۔

اور وسائل کے احکام اس کے مقاصد کے تابع ہیں ، لہذا حرام چیز کا وسیلہ بھی حرام ہوگا اور واجب کا وسیلہ بھی واجب ہے اور اسی طرح باقی احکام میں ۔ دیکھیں الفروق للقرافی ص (144) ۔

اور اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ مشروع چیز کے لیے وسیلہ بھی مشروع ہو ، اور دعوت الی اللہ تو وسائل کی محتاج ہے تا کہ اسے مکلفین تک پہنچا یا جا سکے اور ان وسائل میں سے قدوہ حسنہ اور صالحہ اور وعظ و نصیحت اور جدال بحث و مباحثہ یا پھر کوئی مضمون یا کتاب لکھنے میں اچھی بات ہے ، یا اس کے باوہ میں جو بھی ہو وہ اچھے اور احسن انداز میں پیش کرنا چاہیے ۔

(اہداف دعوت کو حاصل کرنے کے لیے ہر وہ وسیلہ جو اس میں ممد و معاون ہو حاصل کیا جاسکتا ہے جب تک وہ حرام نہ ہو) دیکھیں الموسوعة الفقهية الكويتية (20 / 332) ۔

موجودہ نئے دور میں بہت سے وسائل اعلام ذرائع ابلاغ ظاہر ہو چکے ہیں جن میں میگزین و اخبارات اور ریڈیو ٹی وی اور ٹیلی فون ، فیکس ، ٹیلکس ، ٹیلیگرام ، اور اب اس نئے دور میں تو انٹرنیٹ وغیرہ اب تو دنیا کے کسی بھی کونے میں بات چیت کی جاسکتی ہے اور حالات کی خبر لی جاسکتی ہے ۔

اور اس مادی ترقی کے دور میں ان وسائل کے حصول کی دوڑ لگی ہوئی ہے تاکہ ملکوں اور معاشروں پر غلبہ حاصل کیا جاسکے اور اپنی فکری اور مادی ترقی کو دوسروں پر ٹھونسا جاسکے ۔

اور عالم اسلامی کو اس حالت میں غفلت اور ناپسندیدگی نے آلیا ہے جس کی بنا پر مسلمان میں کئی ایک راستے بن چکے ہیں کچھ کو تو اس ترقی کے پیچھے بھاگنے کی بنا پر فخر و غرور نے آلیا ہے اور ان کا سانس پھولا ہوا ہے ۔

اور کچھ ایسے مسلمان بھی ہیں جو اس سے تجاہل برتتے ہیں اور اسے قبول نہیں کرتے بلکہ اس کے ترک کرنے میں ہی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہی مناسب موقف ہے ۔

اور کچھ ایسے بھی ہیں جو ایک غور و فکر تامل و بیداری کا موقف رکھتے ہیں اور انہیں ڈرتے ہوئے استعمال کرتے ہیں ۔ میرے بھائی ۔ آپ علم رکھتے ہوں گے کہ پہلا اور دوسرا موقف صحیح اور موافق نہیں ۔

اور صحیح اور سلیم موقف تیسرا ہی ہے ۔

اور جس طرح شیخ محمد امین شنقبطی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ :

مغربی ترقی و تمدن میں کے بارہ میں موقف چار قسموں میں منحصر ہے جس کی پانچویں قسم ہے ہی نہیں :

پہلی : اس ترقی و تمدن کو بالکل ترک کرنا چاہیے وہ نفع مند ہو یا نقصان دینے والی -

دوسری : مکمل طور پر اسے حاصل کرنا چاہیے وہ نقصان دہ ہو یا فائدہ مند

تیسری : نقصان دہ کو لینا اور نفع مند کو چھوڑ دینا -

چھوتی : اس میں سے نفع مند کو لینا اور نقصان دہ کو ترک کر دینا -

تو ہم بلا شک و شبہ پہلی تین کو باطل اور غلط پاتے ہیں ، اور ان میں سے صرف ایک ہی بلا شک و شبہ صحیح ہے جو

کہ سب سے آخر چوتھے نمبر پر آتی ہے - اضواء البیان (4 / 382) -

اور اس تمہید کے بعد اور اس کی روشنی میں ہم وسائل اعلام اور ذرائع ابلاغ کے بارہ میں گفتگو آگے بڑھاتے ہیں چاہے

وہ عربی ہوں یا غیر عربی میں -

چاہے ان کا تعلق اختیاری طباعت سے ہو یا پھر دعوتی اور اعلانی ہوں یا ان کا تعلق کھیلوں کی دنیا سے یا فنی ہوں

۔۔۔ الخ یا ان تعلق عموم لحاظ سے کسی چیز سے بھی ہو اور ان میں عدم خصوصیت ہو -

تو غیور علماء کرام اور طلباء اور مہذب اور عام لوگوں کے ہاں جو سوال بہت زیادہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ شرعی

طور پر ان وسائل (ذرائع ابلاغ) کے ساتھ ایجابی لحاظ سے کس حد تک فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے ؟

وہ اس طرح کہ ان میں فتاویٰ جات اور بات چیت اور اپنی رائے کا اظہار کیا جائے تو کیا یہ مشروع ہے یا کہ نہیں ؟

اور اس کی دلیل کیا ہے ؟

قبل اس کے ہم کچھ آراء کا ذکر کریں ایک بہت ہی اہم معاملہ پر تنبیہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم ریڈیو اور ٹی

وی کے بارہ میں اس قدیم اختلاف کو ایک طرف رکھتے ہوئے اس سے آگے گزرتے ہیں اور اس کے بارہ میں وہ رائے

جو انہیں ناجائز قرار دیتی ہو بالکل مناقشہ نہیں کریں گے جو کہ اسے باطل لہو لعب شمار کرتی ہے یا پھر ٹی میں

تصویر کے پائے جانے سے بھی صحیح نہیں -

میں کہتا ہوں کہ ہم اس سے آگے اس رائے تک جاتے ہیں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ توعادی وسائل ہیں جن سے

اس وقت تک استفادہ کرنا صحیح ہے جب تک اس میں کوئی ممنوع اور محذور چیز نہ ہو -

عربی اور غیر عربی فضائی چینلوں میں مشارکت کا حکم :

ظاہر ہے کہ اس مسئلہ میں دو رائے سے زیادہ نہیں ہوسکتیں -

پہلی : اس میں شرکت کرنی جائز نہیں -

دوسری : ان میں شرکت کرنی جائز ہے -

اور اگرچہ بعض اہل علم کی رائے میں کچھ تفصیلات کا بھی ذکر ہونا چاہیئے جن کا ہم ذکر بھی کریں گے -

میں کوشش کروں گا کہ جتنا بھی ممکن ہوسکے ان آراء کو بدلائل ذکر کروں اور پھر ان کا مناقشہ بھی کروں -

سب سے پہلے تو ہم عدم مشارکت کا قول لیتے ہیں کہ ان میں شرکت کرنی صحیح نہیں -

ان کے سب سے اہم اور واضح دلائل یہ معلوم ہوتے ہیں :

1 - اس لیے کہ ان وسائل کی بنیاد باطل پر رکھی گئی ہے اس لیے کہ اصلاً ان وسائل اعلام اور ذرائع ابلاغ کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ اور علم و فضل کو پھیلانا نہیں ہے بلکہ ان کی اساس تو غیر صحیح قسم کے اہداف پر رکھی گئی ہے چاہے ان کی اہداف کی کتنی بھی قسمیں ہوں وہ سب ایک ہی حوض میں گرتے ہیں جو کہ (لہو باطل) ہے -

اور لگتا ہے کہ یہ چینل اور وسائل اس سے متفق ہیں کہ عورت اپنے سب فتنوں اور زیب زینت اور کلام کے ساتھ مشاہدہ کرنے اور سننے والوں کو اپنی طرف کھینچنے کا ایک اقرب ترین وسیلہ ہے -

جس طرح کہ مشرقی اور مغربی موسیقی اور گانے جاذبیت کا ایک دوسرا وسیلہ ہے -

آپ کو ان اعلامی مواد کے گندے مضامین سے کافی ہے چاہے وہ بات چیت ہو یا پھر گانے بلکہ خبر بھی ہو یہ سب کچھ اس وقت ہے جبکہ وہ کفر کی قباحتوں اور ہلاکتوں سے محفوظ ہو -

اور اگر وہ اسی طرح ہو یعنی اس میں کفر بھی ہو تو یہ پھر فساد کے ذخیرے اور کنوے کے مشابہ ہوگا :

۱ - اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جائیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں اور اگر آپ کو شیطان بہلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیں الانفال (68) -

امام شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ :

اور معنی یہ ہے کہ جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں کہ وہ ہماری آیات کی تکذیب کر کے اس میں عیب جوئی کر رہے ہوں اور آیات کا مذاق اڑا رہے ہوں اور ان کا رد کریں تو آپ انہیں چھوڑ دیں اور ان کے ساتھ مت بیٹھیں تاکہ یہ منکر عظیم سن ہی نہ سکیں حتیٰ کہ وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں تو آپ ان کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں ۔

ب ۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے رحمن یعنی اپنے بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے کچھ اس طرح فرمایا :

اور جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی لغو چیز سے ان کا گزر ہوتا ہے تو وہ شرافت سے گزر جاتے ہیں الفرقان (72) ۔

امام طبری رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے :

امام طبری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جھوٹی گواہی کے بارہ میں مفسرین کے اقوال ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ : ان سب اقوال میں اولیٰ اور اقرب الی الصواب یہ ہے کہ وہ لوگ جو باطل چیز کے قریب بھی نہیں جاتے چاہے وہ شرک ہو یا گانا بجانا اور چاہے جھوٹ وغیرہ ہو اور ہر اس چیز سے بچتے ہیں جس پر زور اور جھوٹ کا لفظ بولا جائے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں ان کی عمومی صفت یہ بتائی ہے کہ وہ جھوٹ کے قریب بھی نہیں جاتے ۔

پھر اسی طرح لغو کی تفسیر میں بھی ایسا ہی معنی ذکر کیا ہے ۔

ج ۔ اور فساد کا کنواں اور ذخیرہ بالکل اس مجلس کے مشابہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کیا جائے ۔

امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جہاں پر شراب نوشی کی جارہی ہو) دیکھیں فتح الباری (9 / 250) ۔

اوپر بیان کی گئی نصوص و دلائل میں وجہ استشہاد یہ ہے کہ یہ وسائل اعلام اور خاص کر ڈش اور ٹی وی وغیرہ کلمہ حق اور حق کے داعی لوگوں کو مذاق و استہزاء کا نشانہ بناتے ہیں اور ان کی عزت سے کھیلتے ہیں ، جبکہ حق بہت بڑے باطل کے ڈھیر میں بھی جمع ہو جاتا ہے ۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کافرمان ہے :

اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہیں جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اور دنیاوی زندگی نے انہیں

دھوکہ میں ڈال رکھا ہے الانعام (70) -

2 / پھر یہ کہ اس میں اہل فضل اور علماء کی شرکت سے اس پر شرعی رنگ بھرا جائے گا جس سے ان کو چلانے والے اور مالی تعاون کرنے والے اور اسی طرح اس کا مشاہدہ کرنے والے اور سننے والے بھی دلیل پکڑیں گے اور لوگوں کے سادگی سے فائدہ اٹھا کر انہیں خلاف واقعہ بیان کریں گے -

دوسری : اس میں شرکت کرنا صحیح ہے :

اس قول کے قائلین بھی کچھ دلائل سے استدلال کرتے ہیں :

(1) ان کا کہنا کہ کسی چیز کا بالذات حرام (مثلاً شراب اور موسیقی اور جھوٹی بات) ہونے اور اس کی طرف وسیلہ کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے اس لیے کہ ضروری نہیں کہ ہر حرام چیز کا وسیلہ بھی حرام ہو -

قرافی نے الفروق میں فرق نمبر (58) میں تنبیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ : بعض اوقات حرام چیز کا وسیلہ کسی راجح مصلحت کے تقاضے کی بنا پر حرام نہیں ہوتا -

اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ :

(جوسد ذریعہ کے لیے حرام کیا گیا ہو کسی مصلحت راجحہ کی بنا پر مباح ہو جاتا ہے جس طرح کہ ربا الفضل)
سود (سے بیع العرایا مباح ہے -- اور جس طرح کہ کسی عورت کی طرف شادی کرنے کے لیے یا پھر گواہی اور ڈاکٹر کے لیے دیکھنا جائز ہے) اعلام الموقعین (2 / 137) -

تو یہاں وسائل اعلام اور ذرائع ابلاغ بھی اسی طرح ہیں بلکہ یہ تو اصلاً مباح ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر ان وسائل اعلام کے مالک اہل حق ہوں اور اسے حق کو نشر کرنے اور پھیلانے کے لیے استعمال کریں تو اس کے جواز میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں ہوگا -

اور اس وقت یہ سب کچھ منبر اور ان مجالس اور کلمات کی طرح ہوں گے جو تبلیغ اور آپس میں بات چیت کا ذریعہ بنتے ہیں -

اور اگر کوئی وسیلہ شبہات و شہوات کو پھیلانے کا باعث بنے تو اہل فضل کو اس سے نہیں روکا جا سکتا کہ وہ ان کے خلاف کام کریں اور مکمل طور پر یا حسب امکان کچھ نہ کچھ بیان کریں -

اور چلیں کہ کوئی ثقافتی مجلس عام لوگوں کو بلائے اور اس نے اپنے دوواڑے ہر ایک کی شرکت کے لیے کھول رکھے ہوں اور پھر ان میں حصہ لینے والو کی اکثریت اہل باطل کی ہو تو کیا اس وقت اہل فضل اور اہل علم اور دعوت دینے

والوں کی مشارکت مطلوب نہیں ہوگی ؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ کیوں نہیں بلکہ ضرورت ہے ، تو ظاہر ہے کہ ان وسائل اور ان مجالس کے درمیان کوئی بڑا فرق تو نہیں ہے -

اور ہو سکتا ہے کہ اس قیاس کا اصلی طور پر شاہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل جاہلیت کے تہواروں میں شرکت کرنا اور ان کے بازاروں میں دعوت دینے کے لیے جانا ہو سکتا ہے -

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں دس برس تک رہے اور لوگوں کو عکاظ اور مجنہ کے بازاروں اور تہواروں میں ان کی جگہوں پر جا کر دعوت دیتے رہے اور یہ فرماتے رہے

(کون ہے جو میری تائید کرے ؟ کون ہے جو میرا تعاون کرے تا کہ میں اپنے رب کی رسالت کی تبلیغ کر سکوں ؟ اور اسے اس کے بدلے میں جنت ملے گی) مسند احمد (3 / 322) -

اور ربیعہ دیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہلیت میں سوق ذی المجاز میں یہ فرماتے ہوئے سنا :

(اے لوگو ! لا الہ الا اللہ پڑھ لو تم فلاح پاؤ گے اور کامیاب رہو گے) اس کی سند حسن درجہ کی ہے -

اور یہ معروف ہے کہ عکاظ ، اور مجنہ اور ذی المجاز دور جاہلیت میں بازار لگا کرتے تھے جس میں عرب لوگ شعرو شاعری اور ایک دوسرے پر فخر کیا کرتے اور بعض اوقات اس میں نفرتیں بھی پھیلتیں اور حسد بھی ہوتا تھا -

(2) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں یہ بھی معروف ہے کہ وہ مشرکوں یہودیوں اور عیسائیوں سے دعوت اسلام کی غرض سے میل جول رکھتے تھے ، اور بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مشرک یا پھر یہودی آکر بیٹھتے اور ان کے ساتھ بات چیت کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان پر قرآن مجید پڑھا کرتے تھے -

اس پر دلائل تو متواتر کے ساتھ پائے جاتے ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے :

اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گدھے پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے گیا جو کہ بیمار تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول بھی تھا

اور اس مجلس میں مسلمان بھی تھے اور یہودی اور مشرک بھی سب اکٹھے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا اور کھڑے ہو گئے اور اپنی سواری سے اتر پڑے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی دعوت دی اور ان پر قرآن مجید کی تلاوت فرمائی (یہ بہت لمبا قصہ ہے) امام بخاری نے اسے اپنی صحیح بخاری میں سورۃ آل عمران کی تفسیر باب نمبر 14 میں نقل کیا ہے ۔

اور جب مشرکوں کے ساتھ باوجود اس کے کہ بعض اوقات حق کو کھیل تماشہ بنانے اور اسے رد کرنے والا بھی پایا جائے میل جول رکھنا جائز ہے تو ان وسائل اعلام اور ذرائع ابلاغ کو حق بیان کرتے اور اسے پھیلانے کا منبر بنانا کافر سے میل جول اور مناقشہ کرنے میں سے کوئی مختلف تو نہیں حالانکہ ہر ایک میں مخالف موجود ہے اور رائے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے ۔

(3) عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ کی ہر حالت یعنی تنگی اور خوشی کی حالت میں سمع و اطاعت کرنے اور امارت کے معاملہ کو ان کے اہل سے نہ چھیننے پر اور ہم جہاں بھی ہوں حق ہی کہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے پر بیعت کی ۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم ۔

توحید میں حیثیت کا لفظ ظرف مکان ہے جس کا معنی ہو ہے کہ ہم جہاں بھی ہوں ، اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اینما کنا ، اور ان دونوں کا معنی ایک ہی ہے ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیث میں جو یہ کہا گیا ہے کہ : ہم جہاں بھی ہوں حق کی بات کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کھائیں گے ۔

اس کا معنی یہ ہے کہ ہم ہر زمانے میں اور جگہ پر نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے چھوٹے ہوں یا بڑے ہم اس کام میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ نہیں کریں گے اور نہ ہی اس سے خوف محسوس کریں گے ۔ شرح النووی (12 / 230) ۔

توجب مسلمان سے مطلوب ہی یہ ہے کہ وہ جہاں بھی ہو وہ کلمہ حق بلند کرے اور وسائل اعلام جہاں تک بھی چلے جائیں وہ بھی تو ظرف مکان میں ہی شامل ہوتے ہیں ۔

(4) اور جب ہم مصالح اور مفسد کے قاعدہ پر بھی اسے پیش کریں تو ان وسائل میں حصہ لینا اور شرکت کرنے کی مصلحتیں ان کے مفسد پرواضح درجہ سے فوقیت رکھتی ہیں ، جس کی کئی وجوہات ہیں :

۱ - اس لیے کہ ان وسائل اعلام سے مستفید ہونے والوں کا کوئی شمار ہی نہیں چاہیے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ، وہ عورتیں ہوں یا مرد اور ان کا تعلق مختلف ثقافتی درجات سے ہو اور ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کچھ حق کی بات سنیں اور اسے تسلیم کر لیں اور اس سے متاثر ہو اس لیے یہ دعوت و تبلیغ کے لیے ایک سنہری فرصت ہے ۔

ب - اور پھر یہ سب لوگ برے نہیں یا پھر حق سننے سے بے رغبتی کرنے والے نہیں ، بلکہ اس لیے کہ یہ وسائل اعلام آج اکثر گھروں میں داخل ہو چکے ہیں اور لوگوں پر اپنی دھاک بٹھا چکے ہیں اور اکثر لوگوں نے ان میں ترویج اور دعوت کے مکمل اسباب پائے تو اس کے ساتھ ہی منظم ہو گئے ، اور اصلاح کے قوی وسائل بھی پائے جائیں تو وہ بھی ایسا ہی کام کریں ۔

ج - اور اگر بعض مسلمان ممالک میں اصلاحی وسائل پائے بھی جاتے ہیں تو ان میں مکمل اور ہر قسم کی جاذبیت اور تاثیر نہیں پائی جاتی ، اسی لیے ان کو استعمال کرنے والوں کی تعداد محدود ہی رہتی ہے ۔

لیکن اکثریت تو ان چینلوں کے ساتھ مربوط ہے حتیٰ کہ ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں میں سے تو بعض ان اصلاحی وسائل سے وحشت کھاتے ہوں کیونکہ وہ تو صرف متدین دینی طبقے سے مخاطب ہوتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو ان دینی لوگوں میں شمار نہیں کرتے ۔

اور ظاہر ہے کہ دعوت و تبلیغ کی مسئولیت تو اہل علم و فکر سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ لوگوں کی ان سب اقسام کو نقصان و تاوان سے نکالنے کے لیے ہر ممکن اور پائے جانے والے طریقے سے دعوت و تبلیغ کریں ۔

موازنہ :

اوپر بیان کی گئیں سطور سے آپس میں ایک دوسرے کے قریب دو وجہیں ظاہر ہوتی ہیں :

اور اگرچہ دوسری وجہ اوپر مذکورہ اعتبارات کی روشنی میں راجح معلوم ہوتی ہے جس کا رد کرنا مشکل ہے یا پھر اس کی شان میں کمی کرنا بھی مشکل نظر آتا ہے ۔

اور جو ممانعت کے دلائل ہیں وہ محل نظر میں ہیں ۔

= اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان :

اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جائیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں الانفال (68) ۔

اس کے بارہ میں یہ کہنا ممکن ہے کہ دعوت دینے والے داعی کے لیے ممکن ہے کہ وہ محظورات مثلا کھیل تماشہ یا موسیقی یا غیر مشروع تجارتی اعلانات کے بغیر اپنا دعوتی کام کرے ۔

تو اگر یہ کام ہو جائے تو پھر کوئی کھیل تماشہ اور مذاق نہیں ہوگا اور نہ ہی اس وقت کوئی ممانعت ہے ۔

اور اس حدیث کا بھی یہ ہی جواب دیا جاسکتا ہے :

(جو بھی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جہاں شراب نوشی کا دورچل رہا ہو) -

اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارہ میں :

اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے -

تو یہ وسائل بالذات زور یعنی جھوٹ میں شامل نہیں اس لیے کہ وسائل خیر بھی ہیں اور شر بھی ، اور یہ ممکن ہے کہ ان میں کچھ وقت اصلاح کے لیے مخصوص کر لیا جائے جس میں کوئی کسی قسم کا زور اور جھوٹ شامل نہ ہو -

= اور اس قول میں کچھ غور کیا جاسکتا ہے کہ ان میں اہل علم و فضل کی شرکت سے ان چینلوں کے شرعی ہونے کا شائبہ ہوتا ہے -

اور ہو سکتا ہے یہ اشخاص و حالات کے اعتبار سے مختلف بھی ہو -

اور جب ہم دوسرے قول کو مذکورہ اعتبارات کی بنا پر راجح قرار دیتے ہیں تو اس میں کچھ شروط قیود کا ہونا بھی ضروری ہے -

میری نظر میں وہ اہم شروط اور قیود یہ ہیں :

(1) یہ کہ زمانہ اور مکان اور حالات یہ سب دعوت حق کے مناسب ہوں ، وہ اس طرح کہ ان سب میں کوئی بھی شرعی ممانعت نہ پائی جائے مثلاً گانے بجانے کے آلات و موسیقی اور بے پرد عورتیں ، اور بے حیا قسم کے تجارتی اعلانات ، اور باطل دین کی ترویج وغیرہ -

(2) یہ کہ داعی یا علم دین کے ظن میں مشارکت کا رجحان ہونا چاہیے ، اور وہ قرائن اور اندرونی حالات کے مطابق ہو، مثلاً وہ اس چینل کے چلانے والوں سے فضیلت و اچھائی کے نشر کی رغبت رکھے ، یا پھر دیکھے کہ وہ اپنے پروگرام کو چلانے پر مطمئن نہیں بلکہ وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس میں جدت پیدا کی جائے ، یا وہ اس کی مشارکت کی وجہ سے ناظرین کے ہاں گروے ہوئی حالت کو اچھا کرنا خیال کرتا ہو - اور اسی طرح -

(3) یہ اس میں شرکت کرنے والا اہلیت اور قدرت کا مالک ہو چاہیے وہ اہلیت علمی ہو یا پھر شخصی -

لیکن علمی اور شخصی اعتبار سے کمزور کو یہ لائق نہیں دیتا کہ وہ اس میں شریک ہو اور خاص کر جب ایسے پروگرام

میں شرکت جو کہ کسی اسلام مخالف کے ساتھ بات چیت پرمشتمل ہو ، اس لیے اس کی کمزوری کی بنا پر وہ حق بھی کمزور ہوگا جس کی دعوت دے رہا ہے ، تو اس طرح اس کی نسبت اسلام کی طرف کردی جائے گی ۔

تو اس بنا پر شرکت والامعاملہ مطلقا جائز نہیں اوراسی طرح مطلقا ممنوع بھی نہیں ہے ۔

لیکن میں ہر غیورمسلمان کومتوجہ کرتا ہوں کہ بھلائی کے کام کرنے میں رکاوٹوں کو بڑھا چڑھا کر مبالغہ سے بیان نہ کریں ، میں آپ کے سامنے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کلام ذکر کرتا ہوں جو انہوں نے اپنی کتاب " الحسبۃ " میں بھلائی کے کام کرنے میں لوگوں کی اقسام بیان کرتے ہوئے کہی ہے :

(اور کچھ لوگ تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ جس سے اللہ تعالیٰ کا دین قائم اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوتا ہے پہلوتہی کرتے ہوئے پیچھے ہٹتے ہوئے ہیں ، تا کہ وہ فتنہ میں نہ پڑیں حالانکہ وہ فتنہ میں گرچکے ہیں ----

اور بہت سے بدعتیوں کی حالت یہی ہے کہ وہ اپنے اوپر واجب کردہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ جس سے سب کا سب دین اللہ تعالیٰ کا ہو اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوتا ہے کو ترک کرتے ہیں ۔

تا کہ وہ جنس شہوات کے فتنہ میں نہ پڑ جائیں ، حالانکہ وہ اس فتنہ میں پڑچکے ہیں جو اس سے بھی بڑا اور عظیم ہے جس سے وہ اپنے گمان میں بھاگ رہے ہیں ، ان پرتو واجب یہ ہے کہ وہ اپنے اوپر واجب کردہ امور کو بجا لائیں اور جن سے انہیں روکا گیا ہے اس سے رک جائیں ، اور یہ دونوں چیز ایک دوسرے سے لازم ہیں) ۔

میرا علم میں تو اتنا ہی ہے اور ہر علم والے کے اوپر بھی علم رکھنے والا اللہ تعالیٰ ہے ، اور اگر اس میں کچھ خطا اور غلطی و کمی ہو تو میری قراء کرام سے گزارش ہے کہ وہ اس غلطی کی تصحیح کردیں اور اس کمی کو دور کردیں ۔

اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا ہے ۔

واللہ اعلم .